کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک اس میں اپنے امام کی اطاعت، اِتّباع، اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 اپریل 1998ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (البقرۃ:110)

پھر فرمایا:

یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا تعلق آج کے موضوع کے آخری حصّہ سے ہے۔ سو پہلے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہی عبارات مکمل کروں گا جو میں نے گزشتہ خطبہ میں شروع کی تھیں اور اس کے بعد وہ مضمون خود بخود ان آیات کے مضمون میں داخل ہو جائے گا۔ پس ایک تسلسل ہے جو وقت آنے پر آپ کو سمجھ آجائے گا لیکن سرِ دست میں ان آیات کا ترجمہ اور ان کی مختصر تشریح آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا کثرت کے ساتھ اہل کتاب یہ تمنا کرتے ہیں ان کا دل چاہتا ہے کہ کاش تم ایمان کے بعد پھر کفر میں لوٹ جاؤ۔ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ یہ تمنا محض حسد کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ

جو ان کے اندر سے ہی پھوٹتا ہے۔ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ بعد اس کے کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہوتا ہے، پوری طرح کھل چکا ہوتا ہے۔ فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا پس عفو سے کام لو اور درگزر سے کام لو۔ حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے سمیت آ جائے یعنی اپنا فیصلہ صادر فرما دے۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہاں وَدَّ كَثِيۡرٌ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ کی جو تمنا کا ذکر فرمایا گیا ہے یہ آج کل بھی جماعتِ احمدیہ کے حالات پر اسی طرح چسپاں ہوتی ہے۔ اہل کتاب کے نمائندہ آج کل کے مسلمان ہیں جو اپنے آپ کو کتاب یعنی قرآن کریم کی طرف منسوب کرتے ہیں اور بڑے فخر سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم کتاب والے ہیں اور تم کتاب سے باہر ہو۔ لَوۡ يَرُدُّوۡنَكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا وہ چاہتے ہیں کہ تم ایمان لانے کے بعد کفار ہو جاؤ، دوبارہ انکار کر دو۔ اس بات میں یہ جو ایک لفظ كُفَّارًا کا استعمال فرمایا گیا اس میں ان کی جھوٹی منطق کا پول کھول دیا گیا ہے۔ ذرا بھی عقل کے ساتھ اس آیت کا مطالعہ کریں تو صاف پتا چل جائے گا کہ ان کی یہ خواہش نہیں ہے کہ تم وہ ایمان لے آؤ جو قرآن پر حقیقی ایمان ہے، ان کی خواہش ہے تم کچھ بھی ہو جاؤ مگر کفار ہو جاؤ۔ ہندو بن جاؤ، سکھ ہو جاؤ، عیسائی ہو، دہریہ ہو ان کو کوڑی کا بھی فرق نہیں پڑتا۔ اگر نہ ہو تو احمدی نہ ہو۔ پس اس سے پتا چلا کہ انہیں تو دین سے محبت ہی کوئی نہیں۔ نہ کتاب سے محبت ہے، نہ خدا سے محبت ہے۔ ان کا جو جذبہ ہے، جو تمنا ہے وہ کفر سے پھوٹ رہی ہے اور کفر ہی ان کا حصّہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو یہ فرمایا مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِكُمۡ كُفَّارًا، اس كُفَّارًا کے لفظ میں ان کی حقیقت حال کو سمجھنے کے لئے ساری چابی رکھ دی گئی ہے۔ حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ میں جو ان کی تمنا ہے حسد کی وجہ سے پھوٹ رہی ہے۔ تم بڑھتے ہو تو آگ لگتی ہے۔ اگر بڑھنا بند کر دو تو ان کی آگ بھی بجھ جائے گی۔ کس بات پہ حسد ہے اس بات پر کہ وقت کے امام کو تم نے تسلیم کر لیا ہے۔ جو خدا نے بھیجا تھا اس کو مان لیا ہے اور وہ بڑھ رہا ہے وہ پھیل رہا ہے، ہر کوشش کر بیٹھے ہیں کہ کسی طرح اس کے اردگرد پھیلنے اور بڑھنے کو روک سکیں مگر اس کی نشو ونما کو روک نہیں سکے۔ جب بھی کوئی ایسا شریک ہو یعنی جسے لوگوں نے اپنا شریک بنا رکھا ہو اور وہ بڑھے اور نشو ونما پائے اس کے نتیجہ میں لازماً حسد پیدا ہوتا ہے اور حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ ان کی اپنی جانوں میں سے پیدا ہو رہا ہے ورنہ جو کچھ پھیل رہا ہے وہ تو نیکی پھیل رہی ہے خدا کا دین پھیل رہا ہے۔

احمدیت اس کے سوا اَور کیا پیغام دیتی ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے، اس کے سوا اَور کیا پیغام دیتی ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے دیا ہے۔ایک بات بھی نہیں دکھا سکتے کہ جس میں ہماری کوشش اہل دُنیا کو قرآن کریم کی تعلیم پہنچانے کے سوا کچھ اور بھی ہو۔حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا پیغام پہنچانے کے سوا کچھ اور بھی ہو۔جب سراسر پیغام نیکی اور قرآن پر مبنی ہے تو پھر ظاہر بات ہے کہ ان کا حسد بے وجہ ہے۔ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اپنے اندر ہی سے ایک غضب اٹھ رہا ہے جو ان کو کھائے چلا جارہا ہے اوراس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ انہوں نے پہچان لیا ہے کہ یہ حق پر ہیں۔اگر حق پر پہچاننا ثابت نہ ہوتا تو ہمارا دین بدلنے کی کوشش نہ کرتے۔یہ عجیب تماشہ ہے، عجیب مخمصہ میں یہ لوگ پھنسے بیٹھے ہیں کہ ہمارا دین بدلانے کی کوشش کررہے ہیں، اسے قرآن کے دین سے الگ کرنے کی کوشش کررہے ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ کے دین سے الگ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔کہتے ہیں تم یہ تعلیم نہ دو جو قرآن نے دی ہے، یہ تعلیم نہ دو جو محمد رسول اللہ ﷺ نے دی ہے پھر ہم راضی ہو جائیں گے۔

اب اس کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ یہ جاہل لوگ تَبَيَّنَ کے بعد باوجود اس کے کہ جان چکے ہیں کہ یہ احمدی لوگ قرآن اور حدیث سے چمٹے ہوئے ہیں وہی تعلیم دے رہے ہیں، اس کے بعد ان کے پھیلنے پہ حسد صرف مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ ہے ورنہ قرآن کے پھیلنے پہ ان کو حسد کا کیا حق ہے، حدیث کے پھیلنے سے ان کو حسد کا کیا حق ہے۔فرمایا ان لوگوں کی تو جاہلوں والی حالت ہے۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا ان سے ایسا درگزر کرو، ایسا منہ پھیرو کہ جیسے یہ بستے ہی نہیں۔ان کی تو حیثیت ہی کوئی نہیں اس معاملہ کے بعد اللہ ہے جو اِن سے نپٹے گا اور وہی نپٹ سکتا ہے۔ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ اللہ اپنا امر لے کر آجائے۔اپنا آخری فیصلہ سنانے کے لئے ظاہر ہو جائے اور پھر ان کی کچھ بھی پیش خدا کی تقدیر کے سامنے نہیں چل سکے گی۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللہ ہر چیز پر قادر ہے جب چاہے گا جس طرح چاہے گا وہ اپنی تقدیر کو جاری کر کے دکھائے گا۔یہ جتنا جلتے ہیں جلتے رہیں ان کی کچھ پیش نہیں جائے گی۔یہ مضمون ہے اس آیت کریمہ کا، جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریرات کے بعد جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، آخر پر آئے گا اور وہیں اس کا موقع ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’کوئی بلا اور دُکھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کے سوانہیں آتا اور وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔‘‘

پہلے بھی بارہا یہی بات بیان کر چکا ہوں کہ اللہ کے ارادہ کے بغیر جب دُکھ نہیں آتا تو اگر آپ حق پر قائم ہیں اور کوئی دکھ آتا ہے تو اللہ اس کا ذمہ دار ہے۔ وہ اس کے بدلہ آپ کو دین و دُنیا میں بہت کچھ دے گا اس لئے رضا کے سوا اَور کوئی دین نہیں ہے اور اگر وہ دُکھ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے آتا ہے تو پھر بھی اللہ ہی کے حکم سے صادر ہوتا ہے اس وقت استغفار کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہم سے بیوقوفیاں ہوئیں، ہم سے غلطیاں سرزد ہوئیں اور ہم نے ان کا نتیجہ دیکھ لیا ہے اب تُو اس کو ٹال دے اور ہم پر فضل فرما۔ اور ایک دُکھ وہ ہے جو نافرمانی اور مخالفت کی وجہ سے آتا ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مخالفین کے تعلق میں کر رہے ہیں۔ جو مخالفوں پر بلا پڑے گی وہ مخالفت کی وجہ سے آتی ہے اور مسلمانوں اور مومنوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پہلے گروہ کا ذکر ختم ہوا اَب نیا گروہ شروع ہوا ہے۔ ’’وہ اس وقت آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کی جاوے۔‘‘ اب ایسے بھی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کرتے ہیں جن کا اس آیت کریمہ میں ذکر موجود ہے جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

’’ایسے وقت پر عام ایمان کام نہیں آتا بلکہ خاص ایمان کام آتا ہے۔‘‘

جب ان مخالفت کرنے والے شریروں کے نتیجہ میں کوئی دُکھ پڑتا ہے تو وہ مخالفت کے نتیجہ میں ہوتا ہے لیکن مومنوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ یہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کے حوالہ سے بارہا بیان فرمایا ہے کہ پھر یہ ضروری نہیں کہ مخالفت کا وبال صرف مخالفوں پر پڑے۔ مخالفت کا وبال بعض دفعہ اتنا سخت اور اتنا عام ہوتا ہے کہ وہ مومنوں پر بھی پڑ جاتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص ایمان رکھتا ہو۔ وہ خاص ایمان جو ہے وہ ایک ایسی ایمان کی قسم ہے جو کسی شخص کو اللہ کی پناہ میں مکمل طور پر گھیر لیتا ہے۔ پس ان کا ایمان ہے جو انہیں اللہ کی پناہ میں گھیرتا ہے اور وبائیں کیسی بھی عام کیوں نہ ہوں، وبال کس قسم کا بھی ہو یہ خدا کے مومن بندے ہر حال میں بچائے جاتے ہیں۔ تو یہ خارق عادت ایمان ہے جس کو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ خارق عادت کے تحت اور جگہ بیان فرمایا ہے اور اس کا گُر بھی سمجھا دیا ہے۔ خارق عادت کا مطلب ہے

عام عادت سے ہٹا ہوا، عام عادت کو توڑتا ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے عام حالت کو توڑتا ہوا تعلق رکھتا ہے جب وہ اللہ سے عام حالات کو توڑتے ہوئے تعلق رکھتے ہیں۔ پس یہ دوطرفہ معاملہ ہے خدا کے وہ نیک بندے جو اپنی عادات کو خدا کے لئے ایسا بدلتے ہیں کہ عام لوگ نہیں بدلا کرتے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ لازماً ان سے خارق عادت تعلق رکھے گا۔ آگ میں پڑیں گے بھی تو آگ سے بچائے جائیں گے۔ یہ لوگ ہیں جن پر آگ ٹھنڈی کی جاتی ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نافرمانی اور مخالفت کے نتیجہ میں بھڑکنے والی آگ کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ”جو لوگ عام ایمان رکھتے ہیں (وہ اُن بلاؤں سے حصّہ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر جو خاص ایمان رکھتے ہیں) اللہ تعالیٰ اُن کی طرف رجوع کرتا ہے اور آپ اُن کی حفاظت فرماتا ہے۔ مَن كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔ (جو اللہ کا ہو جائے اللہ اس کا ہو جاتا ہے) بہت سے لوگ ہیں جو زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا الله کا اقرار کرتے ہیں اور اپنے اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لئے دُکھ نہیں اٹھاتے۔“

اب یہ دُکھ اٹھانے کا معاملہ عام لوگوں کے ایمان کو دوسرے لوگوں کے ایمان سے مختلف کر دیتا ہے۔ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں خدا کی خاطر دُکھ اٹھانے والوں کا معاملہ ایسا ہے جو خدا کے نزدیک خارق عادت ہی شمار ہوگا کیونکہ وہ جانتے بوجھتے اللہ کی خاطر بندوں کا دُکھ قبول کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور وہ حرکت نہیں کرتے جو خدا کی ناراضگی کا موجب بنے مگر کچھ اور لوگ بھی ہیں جو اسلام اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں۔

> ”کوئی دُکھ یا تکلیف یا مقدمہ آجاوے تو فوراً خدا کو چھوڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔“

پس ہمیشہ جب آپ مرتدین کی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو یہ وہی لوگ ہوں گے جب مصیبت پڑتی ہے تو خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ سے ڈرتے ہیں، انسانوں سے ڈرتے ہیں اور ارتداد اختیار کر جاتے ہیں اور وہ خواہ بظاہر یہی کہیں کہ دل میں ایمان ہے اوپر سے ہم مرتدوں میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ جو پہلے لفظ 'پرواہ' تھا اس سے غلط فہمی ہوتی تھی کہ عام مومنوں کی پرواہ نہیں کرتا مگر عام مومن جب آزمائے جائیں اور آزمائش میں پورا نہ اتریں اور غیر اللہ کے ہو جائیں اور نظر آجائے کہ ان کا اللہ سے نہیں بلکہ بندوں سے تعلق ہے ایسے لوگوں کی اللہ پرواہ نہیں کرتا۔

''مگر جو خاص ایمان رکھتا ہو اور ہر حال میں خدا کے ساتھ ہو اور دُکھ اٹھانے کو تیار ہو جاوے
تو خدا تعالیٰ اُس سے دُکھ اُٹھا لیتا ہے۔''

وہ خدا کی خاطر دُکھ اٹھائے اللہ اس سے دُکھ اٹھا لیتا ہے۔ کتنا پیارا کلام ہے، کتنا فصیح و بلیغ کلمہ ہے کہ جو خدا کی خاطر دُکھ اٹھا لیتا ہے اللہ اس کا دُکھ اٹھا لیتا ہے۔

''اور دو مصیبتیں اس پر جمع نہیں کرتا۔ دُکھ کا اصل علاج دُکھ ہی ہے اور مومن پر دو بلائیں
جمع نہیں کی جاتیں۔''

پس جو اللہ کی خاطر دُکھ اٹھاتا ہے اللہ اُس کے دُکھ اٹھاتا ہے اور خدا کے غضب کی بلاء اس کے ساتھ شامل نہیں ہوتی۔ یہ دو بلائیں بیک وقت اس کو سزا نہیں دیتیں کہ بندوں کی سزا بھی پہنچ رہی ہو اور اللہ کی سزا بھی پہنچ رہی ہو۔ پس اللہ اس کا دُکھ اٹھا لیتا ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ اپنی طرف سے اس کو محفوظ قرار دیتا ہے اور اسے کبھی پھر خدا کی طرف سے کوئی ناراضگی کا دُکھ نہیں پہنچتا۔

''ایک وہ دُکھ ہے جو انسان خدا کے لئے اپنے نفس پر قبول کرتا ہے اور ایک بلائے
ناگہانی۔ (بھی ہوتی ہے) اس بلا سے (بھی) خدا (اُس کو) بچا لیتا ہے۔''

اچانک آسمان سے نازل ہونے والے مصائب یا دنیا سے رونما ہونے والے مصائب ایسے ہیں جن سے خدا تعالیٰ اس کو بچاتا ہے۔

''پس یہ دن ایسے ہیں کہ بہت توبہ کرو۔''

(الحکم جلد 7 نمبر 6 صفحہ: 5 مؤرخہ 14 فروری 1903ء)

یہ مضمون بہت باریک اور لطیف ہے مگر ایک ایک لفظ اس کا حالات پر صادق آتا ہے۔ بعض لوگ شاید غلط فہمی سے یہ سمجھیں کہ بلائے ناگہانی تو مومنوں پر بھی پڑ جاتی ہے۔ بلائے ناگہانی کی قسمیں الگ الگ ہیں۔ ایک بلائے ناگہانی ہے جس کو حادثاتی بلا کہتے ہیں۔ ایک بلائے ناگہانی ہے جو خدا کی ناراضگی کے ساتھ مل کر پڑتی ہے۔ تو جو حادثاتی بلائے ناگہانی ہے اس میں تو خدا کے بڑے بڑے نیک بندے بھی مارے جاتے ہیں ہرگز اس کا ذکر نہیں ہو رہا۔ خدا سے تعلق یا عدم تعلق کی بات ہو رہی ہے۔ پس بلائے ناگہانی سے مراد وہ بلائے ناگہانی ہے جو کسی شخص کو مثلاً خدا کے غضب کے نتیجہ میں گھیر لے یا وہ بلائے ناگہانی جس کے نتیجہ میں دنیا سمجھے کہ اللہ نے اس بندے کو چھوڑ دیا ہے۔

وہ اگر دنیاوی بلائے ناگہانی بھی ہوگی تو اس تعلق سے خدا اُس کو بچاتا ہے۔ پس بسا اوقات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کہ بلائے ناگہانی خدا کی طرف سے معین طور پر نازل نہیں ہوئی تھی ایک عام بلائے ناگہانی تھی مگر اگر پڑ جاتی تو دنیا یہی نتیجہ نکالتی کہ دیکھو یہ خدا سے دور تھا اس لئے اللہ نے اُس کو پکڑ لیا۔ ان واقعات کی بے شمار مثالیں ہیں اگر آپ غور کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو لطیف خطابات ہیں یا تحریرات ہیں ان پر گہرا غور کئے بغیر ان کی سمجھ نہیں آسکتی اس لئے مجبوری ہے کہ میں آپ کو ایک ایک لفظ بتا کر، دکھا کر سمجھانا چاہ رہا ہوں کیونکہ میرے پاس اس کے سوا کوئی فریضہ نہیں کہ وقت کے امام کی زبان کو آپ پر آسان کردوں اور جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں وہ آپ پر خوب اچھی طرح کھول دوں۔ یہ سب باتیں بیان کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک پیش گوئی فرماتے ہیں اور اس پیش گوئی کے ذکر میں وہ حسد کا معاملہ آئے گا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا۔ فرماتے ہیں:

> ”میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔“

”جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا (کو) اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں۔“ دور بین نظر سے یہ مراد ہے کہ مستقبل میں یہ ہو کے رہنا ہے اور جن لوگوں کے پاس دور بین نہ ہو ان کو نزدیک کی چیزیں تو دکھائی دیتی ہیں دور کی چیزیں دکھائی نہیں دیتیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میں ساری دنیا کو اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں تو دشمن کا حق تھا کہ وہ کہتا کہ یونہی تعلّی ہے کہاں دیکھتے ہیں ہم۔ ساری دنیا مخالف ہوئی، شور پڑا، گالیاں دی جارہی ہیں اور ابھی یہ دعویٰ ہے کہ سب دنیا کو میں سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں لیکن کتنا پیارا کلام ہے اتنی باریک نظر سے جو خورد بینی نظر ہے دور بین اٹھا دی ہے اور فرمایا میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں اور جب میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تو تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں یہ ہو کر رہنا ہے کوئی دنیا کا انسان یا قوم اس تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔ کیوں ایسا ہوگا:

''کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے۔(تعلّی نہیں ہے میں اس لئے دعویٰ کر رہا ہوں کہ) میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے(جو اللہ کا ہاتھ ہے) جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔''

خدا کی تائید کا ہاتھ اتنا واضح ،اس قدر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے سامنے دکھائی دے رہا ہے مگر دنیا اسے نہیں دیکھتی۔ پس ایک دور بین نظر تھی جس نے دور کی باتیں بتا دیں۔ یہ ایک خوردبینی نظر ہے جس میں وہ کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دنیا نہیں دیکھ سکتی کیونکہ ان کو روحانی خوردبین عطا نہیں ہوئی۔

''میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔''

یہ کلام اتنا سچا، حیرت انگیز طور پر آپ کی تحریرات اور خطابات پر صادق آنے والا ہے کہ اگر کوئی شریف النفس تعصّبات سے پاک ہو کر اس کا مطالعہ کرے تو ناممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب کر سکے۔''میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔ لفظوں اور حرفوں کو زندگی اللہ کے کلام کے سوا ملتی ہی نہیں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام نثر میں ہو یا نظم میں ہو جب پڑھتے ہیں تو اس میں ایک ایسی زندگی کی لہر پاتے ہیں جو کبھی مَر نہیں سکتی۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے ،ایک سو سال تو ہو گئے ہیں ہمیں دیکھتے ہوئے ہر دفعہ جب پڑھتے ہیں تو اس زندگی کو از سر نو اُٹھتا ہوا دیکھتے ہیں ،ابھرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ فرمایا:

''اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔''

اس سب کے نتیجہ میں کوئی تکبر نہیں۔ فرمایا آسمان پر جوش ہوا جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ اب دیکھیں اس میں خدا کا بولنا کیسا ثابت ہے۔ یہ فقرے ایک غیر روحانی انسان کی زبان سے جاری ہو ہی نہیں سکتے۔

”ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں (ہے) عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں (ہے)۔“

(ازالہ اوہام حصّہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ:403)

اب ان دعاوی کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرماتے ہیں کہ میری اس آواز کے ساتھ اور آوازیں بھی اٹھ رہی ہیں جو میری تائید میں اس طرح کلام کر رہی ہیں۔ ایسے ہاتھ ہیں جو خدا کے ہاتھ کے ساتھ اٹھ رہے ہیں۔ ایسے قدم ہیں جو خدا تعالیٰ کی ان ہواؤں کی رفتار کے ساتھ جو جماعت کی تائید میں چلائی گئی ہیں وہ تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو دعویٰ اگر تعلّی ہوتا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے رہ جاتے۔ اتنی مخالفتوں کے بعد، اتنے شور وشر کے بعد، اتنا غل مچایا گیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز دبا دینے کی کوشش کی گئی مگر یہ آواز دب نہ سکی۔ پس مخالفتوں کے باوجود آواز کا نہ دبنا، کاموں کا جاری ہونا، سلسلہ کا ترقی پاتے چلے جانا یہ بتا رہا ہے کہ یہ جو پیش گوئیاں ہیں یہ یقیناً سچّی ہیں کیونکہ اُن پیشگوئیوں کی جانب جماعت روانہ ہو چکی ہے۔ فرماتے ہیں:

”میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔ (اب دیکھیں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت آپؑ کی سچائی کی گواہ بن چکی ہے) میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں۔“

اب یہ الٰہی کلام ہے کیونکہ سو سال سے زائد ہوئے اس بات کو کہے ہوئے آج بھی جماعت کا وہی حال ہے۔ حیرت ہوتی ہے، ایک ادنیٰ غلام جو مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنیٰ ترین غلام ہے اس کی آواز میں جو برکت رکھی گئی ہے وہ مسیح موعودؑ کی آواز کی برکت ہے کوئی اور آواز نہیں ہے اور وہی خدا کا کلام ہے جو آپؑ کے ذریعہ بول رہا تھا چنانچہ آج آپ سب دنیا میں یہی کچھ ہوتا دیکھ رہے ہیں پھر شک کی کونسی گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔

’’اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ اُن میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ میری طرف سے کسی امر کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔‘‘

اس بات نے آگ لگائی ہوئی ہے۔کئی طرف سے کوششیں ہو رہی ہیں جماعت کو کم کرنے ،گھٹانے کی۔ یہ آگ لگی ہوئی ہے کہ جماعت اتنی وفادار، اتنی عاشق کہ جو کچھ ہم کر دیکھیں اس کو خاک برابر نہیں سمجھتے، آگ میں ڈال دیتے ہیں جو کچھ ہم بکواس کرتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں مخالفت کی اور یہ جماعت اپنے اخلاص میں ترقی کرتی چلی جارہی ہے وفا کا دامن نہیں چھوڑتی۔ اس لئے نہیں چھوڑتی کہ اللہ کا حکم ہے، اس لئے نہیں چھوڑتی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کے ساتھ خدا کا کلام ہے جو جاری ہوتا ہے اس کو بدل کیسے سکتے ہیں جو مرضی کرلیں کبھی تبدیل نہیں کر سکتے۔ اب آئندہ آنے والے واقعات کو اس طرح منسلک فرما دیا ہے۔

’’حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہوسکتی۔ جب تک کہ اُس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔‘‘

(الحکم جلد 9 نمبر 9 صفحہ:5 مؤرخہ 17 مارچ 1905ء)

پس یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی آج آپ کے ذریعہ پوری ہو رہی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں جب بھی امام کے ساتھ یہ تعلق ہوگا لازماً جماعت ترقی کرے گی اور پھیلے گی اور کوئی دنیا کی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ یہ ہے وہ مضمون جس نے حسد کی راہیں کھولی ہیں جس کے نتیجہ میں بہت سخت ایک بلا حسد کی پڑ گئی ہے لوگوں پر اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح ان کو ختم کر دو۔ چنانچہ قرآن کریم سورۃ البقرۃ میں اسی مضمون کو یوں بیان فرماتا ہے: مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ لَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ (البقرۃ:106) اہل کتاب میں سے اور مشرکوں میں سے جن لوگوں نے ہمارے رسولوں کا انکار کیا وہ پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے کسی قسم کی خیر و برکت اتاری جائے اور بھول جاتے ہیں کہ اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

آج کل ساری دنیا میں جو جماعت کے خلاف مہم چلی ہوئی ہے پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک بھی ہیں ان میں بھی یہی شور پڑا ہوا ہے خالصةً حسد کی وجہ سے ہے اور اُن کے حسد کی وجہ سے ہم نے بڑھنا بند نہیں کرنا۔ یہ تو مقدر کی بات ہے۔ ناممکن ہے کہ کوئی حسد کرے اور ہم اس کی خاطر رک جائیں کہ بیچارا کیوں آگ میں جلتا ہے، آگ میں جلتا ہے مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِهِمۡ، یہ لوگ اپنے اندر کی آگ میں خود جل رہے ہیں۔ ہم ان کو کیسے روک سکتے ہیں لیکن ہم نے بڑھنا بند نہیں کرنا، پھیلنا بند نہیں کرنا۔ ہماری ترقیات جتنا چاہیں ان کو دُکھ دیں یہ ان کے مقدر میں ہے ہمارا تو کوئی قصور ہی نہیں، ترقی کرنا کون سا قصور ہے یہ بھی ترقی کر دیکھیں۔ اگر اِن سے ترقی ہو سکتی ہے تو کر دیکھیں۔ یہ مقابلہ ہے ہمارے ساتھ۔ یہ بھی آگے بڑھیں اور ہم بھی آگے بڑھیں اور یہ ہمیں پیچھے چھوڑ جائیں لیکن یہ ہو نہیں سکتا۔ وَ اللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ۔ اس مضمون نے ان کی ناکامی پر مہر لگا دی ہے تم دوڑ کر دیکھو کوشش کر دیکھو تمہیں کبھی ترقی نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ وَ اللّٰهُ يَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ کہ اللہ اپنی رحمت کے لئے جسے چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے اور جس کو خاص نہ کرے اس کے نصیبے میں کچھ بھی نہیں لکھا جاتا سوائے نامرادی کے۔

پس یہ چیلنج ہے آؤ اور مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ جتنی چاہے دوڑیں لگاؤ تم ہمیشہ ناکام و نامراد رہو گے۔ جماعت احمدیہ کی ترقی کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خاص کر لیا ہے اور جس کو خدا رحمت کے لئے خاص کر لے کوئی دنیا کی طاقت اس کی راہ میں روڑے نہیں اٹکا سکتی۔ وَ اللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ اور جو خاص کیا ہے وہ عام رحمت کے لئے نہیں، فضل عظیم کے لئے خاص کیا ہے۔ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ کا مضمون سورۃ جمعہ کی ان آیات کی یاد دلاتا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ساتھ یہ ذکر فرمایا گیا تھا کہ جس کو چاہے وہ چنے گا۔ وَ اللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ تو یہ تو چودہ سو سال پہلے قرآن نے تقدیر ظاہر کر دی تھی آج کی بنائی ہوئی باتیں تو نہیں ہیں۔ قرآن نے فیصلہ کر دیا تھا کہ جب خدا چاہے گا جس کو چاہے گا چنے گا اور کوئی اس میں روک نہیں بن سکتا، خدا کی اس جاری تقدیر کی راہ میں روک نہیں بن سکتا۔ اور دنیا دیکھے گی وَ اللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ یہ فضل ہیں جو آپ پر نازل ہونے والے ہیں، یہ فضل ہیں جو آپ پر نازل ہو رہے ہیں۔ ان فضلوں کو روکنے کے لئے حسد کی آگ بھڑک رہی ہے اس لئے لوگوں کے حسد کی آگ کی وجہ سے آپ کے قدم کیسے رک سکتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی بعض اور آیات ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اس مضمون کو کھول رہی ہیں۔ قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ ۙ وَ اَنَّ اَکۡثَرَکُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۔(المائدہ:60) ان اہل کتاب کو جو آج کے اہل کتاب ہیں ان کو مخاطب کر کے یہی آیت اسی طرح تحدّی کے ساتھ اپنے مقصد کو پیش کر رہی ہے جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے اسی آیت نے اسی مقصد کو اسی تحدّی کے ساتھ پیش کیا تھا کوئی بھی آپ فرق نہیں دیکھیں گے۔

قُلۡ یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۔تم ہم سے اس بات کا انتقام لے رہے ہو کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ اگر تم ایمان نہیں لائے تو تمہاری بدقسمتی ہے اور اگر بری چیز پر ایمان نہیں لائے تو خوش ہو جاؤ جلتے کیوں ہو۔ کتنی عجیب منطق ہے جو اس میں بیان ہے۔ غور کریں تو ہر دعویٰ کے ساتھ اس کی دلیل موجود ہے۔ ہَلۡ تَنۡقِمُوۡنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنۡ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ تم انتقام کا نشانہ بنا رہے ہو صرف اس وجہ سے کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں۔ اگر تمہارے نزدیک یہ ایمان غلط ہے تو ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ اگر تمہارے نزدیک تمہارا ایمان اللہ پر درست ہے تو موجیں کرو، اس کے فضلوں کے نمونے دیکھو، وہ تمہیں نصیب نہیں ہوتے۔ اس لئے انتقام ہم سے اس بات کا لے رہے ہو کہ ایمان لائے ہیں تو ٹھیک خدا پر ایمان لائے ہیں جو ہمیں نصیب نہیں ہے اس بات کا انتقام لے رہے ہو۔ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلُ اور یاد رکھو کہ جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے اس سے پہلے بھی یہی کچھ اتارا گیا تھا اس لئے فرق کے نتیجہ میں تم غصّہ میں نہیں آئے ہو۔ اگر طیش اور انتقام کا جذبہ ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ وہی چیز جو پہلے بھی اتاری گئی تھی وہی ہم پر اتاری گئی۔ اگر اس پر غصّہ ہے تو پہلی تعلیم پر بھی غصّہ کرو، وہ کیوں اتاری گئی تھی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور تعلیمات پر میں بارہا چیلنج دے چکا ہوں کہ ایک بھی تعلیم دکھائیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری ہوئی تعلیم کے برعکس ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں فرمایا ہو کہ جھوٹ بولو اس میں تمہیں بڑا ثواب ہوگا۔ بدنظری کرو، بدکاری کرو، بے عملی کرو، فسق و فجور میں مبتلا ہو جاؤ، چوری چکاری کرو کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں کہیں بھی دشمن یہ باتیں دکھا سکتا ہے؟ اور یہ کیا وہ باتیں نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھیں۔ پس اگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

ان باتوں کی وجہ سے غصّہ آتا ہے تو سوچو کس پر غصّہ آرہا ہے جو پہلے یہ باتیں کیا کرتا تھا جس کی باتیں ہی آگے دوہرائی جارہی ہیں۔ تم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے جدا کر ہی نہیں سکتے۔ جتنا انتقام کی کوشش کرو گے اتنا ہی رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے انتقام لینے کی کوشش کرو گے۔ اتنا واضح کھلا ہوا مضمون ہے یہ جاہل سمجھتے نہیں، دیکھتے نہیں، سنتے ہیں تو اَن سنا کر دیتے ہیں۔ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ اس نے ان کی ساری قلعی کھول دی۔ فرمایا تم جو انکار کرنے والے ہو، جو ہم سے غصّہ کر رہے ہو کہ پہلی باتیں کیوں مان رہے ہیں تمہیں اپنی یہ شکل نظر نہیں آرہی کہ تم فاسق لوگ ہو۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی جو تعلیمات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت میں جاری کرنا چاہتے ہیں وہ تمہاری سوسائٹی سے اس طرح اٹھ گئی ہیں جس طرح پرندہ گھونسلے کو چھوڑ دیتا ہے۔ سارا ملک فسق و فجور میں مبتلا ہے۔ جتنے بڑے علماء، اتنے بڑے فاسق فاجر، جھوٹ بولنے والے، گند اچھالنے والے، بغیر جھوٹ کے ان کا گزارہ نہیں ہے۔ بچہ کا ماں کے دودھ کے بغیر تو گزارہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ مصنوعی دودھ پی لیتا ہے مگر یہ بدبخت، بدنصیب لوگ ایسے ہیں کہ ان کا جھوٹ کے بغیر گزارہ ہی نہیں ہے۔

سارے پاکستان کے علماء کے بیانات دیکھ لیں جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ کبھی کچھ کہتے ہیں، کبھی کچھ کہتے ہیں کبھی کسی کی طرف دوڑے پھرتے ہیں نواز شریف کو چھوڑا بے نظیر کی طرف دوڑ پڑے، بے نظیر سے دوڑے تو نواز شریف کے قدموں میں گر گئے۔ ان کو دنیا کا سہارا اور جھوٹ کا سہارا ہے۔ یہ صورت حال خدا تعالیٰ نے کس طرح کھول دی۔ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ تم دیکھتے نہیں انتقام لے رہے ہو ایسی جماعت سے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر عمل کر رہی ہے اور کوشش کر رہے ہو اُن کو اِن باتوں سے ہٹانے کی اور اس بات کا ثبوت کہ تم محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو ہی نہیں سکتے یہ ہے کہ تمہارا عمل گندہ ہے، تم فاسق لوگ ہو۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والوں کی یہ تعریف قرآن کریم نے فرمائی ہے؟ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ (الفتح:30) یہ تو پڑھ کے دیکھو۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کون مرد ہیں جن کو خدا نے تعریف کے ساتھ یاد کیا ہے تمہاری شکلوں پر یہ آیت پوری اترتی ہے؟ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ خود کبھی دل میں ڈوب کر، غور کر کے دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تمہاری صورتیں ہوتیں تو کیا ہوتیں،

یہ نحوستیں ہیں جو مسلمانوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئیں، جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں کی صورتوں سے عنقا تھیں۔ نام ونشان نہیں تھا ان صورتوں کا، اس کردار کا جو تم لوگ کر رہے ہو جس کی وجہ سے چہروں پر سیاہی ملی جارہی ہو۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ان سے کہہ دو کہ کیا تمہیں میں اس سے بھی زیادہ ایک ناپسندیدہ بات نہ بتاؤں جو اللہ کے نزدیک بہت ہی بری ہے۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ۔ (المائدہ: 61) تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔ ان حرکتوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے غیر انسانی حرکتیں، جانوروں سے گری ہوئی حرکتیں، بندروں سے بھی گندی حرکتیں، سؤروں سے بھی گندی حرکتیں۔ یہ اللہ فرما رہا ہے اس پہ جتنا مرضی غصّہ کرنا ہے کرلو۔ اس کا انتقام تو تم ہم سے ہی لوگے کہ ہم سؤر، بندر کیسے بنا دئے گئے مگر اللہ اُس انتقام سے بچائے گا لیکن یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے ہیں، قرآن کریم فرما رہا ہے کہ ہم تمہیں موجودہ فسق و فجور کی حالت سے بدتر حالت کی نشان دہی نہ کریں جس کی طرف تم بڑھ رہے ہو۔ لازم ہے کہ تمہاری یہ صورتیں بالآخر ظاہر ہو جائیں بلکہ یقیناً ہے کہ ظاہر ہو چکی ہیں۔ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وہ فاسق فاجر جو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور آپ ﷺ کے دین کو بگاڑتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت۔ اب بے شک لعنت کا مضمون دیکھ لو کس پر پڑ رہی ہے۔ تم پر یا ہم پر۔ تم ایک دوملکوں میں سمٹے ہوئے اپنی برتری کے فخر کر رہے ہو اور سمجھتے ہو کہ تم بڑے زور والے ہو لیکن کس چیز کا زور ہے۔ سوائے جھوٹ، فساد، فسق و فجور کے کوئی زور ہے ہی نہیں تمہارا۔ اور احمدیت دنیا کے ایک سو ساٹھ سے زائد ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور سب جگہ وہی تعلیم ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔ تو یہ لعنت ہے خدا کی کہ خدا تعالیٰ کے پاک رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ایک سو ساٹھ سے زائد ملکوں میں پھیل رہی ہو اور جو بھی اس کو اختیار کرے وہ نیک ہو رہا ہو، وہ اپنی بدیاں چھوڑ رہا ہو اور نیکیاں اختیار کر رہا ہو۔ تمہارے نزدیک یہ لعنت ہے؟ اگر یہ ہے تو ہمارے نزدیک وہی لعنت ہے جس کا اللہ ذکر فرما رہا ہے۔ سارے ملک میں فساد برپا ہو، قیامت آئی ہو، نہ بچوں کی عزت محفوظ، نہ عورتوں کی عزت محفوظ، ڈاکے عام ہوں، پولیس ڈاکوں میں مددگار ہو اور کسی جگہ کہیں امن کا نام ونشان نہ ہو، یہ لعنت نہیں ہے؟ اگر یہ فضل اللہ ہے تو تمہیں یہ فضل مبارک ہو۔

ہمیں تمہارے فضلوں سے ذرّہ بھی کوئی حسد نہیں ہے۔ تمہارے فضلوں پر ہمیں یہ تکلیف ہوتی ہے کہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ یہ تکلیف ہوتی ہے اور یہ دعا دل سے اٹھتی ہے۔ مضمون تو اتنا کھلا ہے کہ جیسے دن چڑھ جائے۔ احمدیت کی تائید میں اور کون سا سورج چڑھتا ہوا تم دیکھنا چاہتے ہو بالکل صاف کھلی کھلی باتیں ہیں لیکن عقل ہو تو یہ باتیں سمجھ میں آئیں۔ مگر جن پر لعنت پڑ جائے ان کے متعلق اللہ فرماتا ہے لَعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ اور انہی میں سے کچھ بدترین ایسے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بندر اور سؤر بنا دیا ہے۔ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ اور طاغوت کی عبادت کر رہے ہیں یعنی جہاں بھی خدا کی بغاوت ہوگی اس کے پیچھے چلیں گے۔ جہاں خدا کی بغاوت نہیں ہوگی اس کو چھوڑ دیں گے۔ یہ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ کا مطلب ہے۔ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ یہ وہ لوگ ہیں جن کا مکان سب سے شریر مکان ہے اس سے بدتر مکان ہو نہیں سکتا۔ وَ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ اور برے راستوں میں سے سب سے گمراہ رستہ یہ ہے یعنی ایک تو سَوَآءِ السَّبِيْلِ ویسے ہی برا رستہ ہی ہوتا ہے مگر جو یہ حرکتیں کرے جن پر خدا کی لعنت پڑے جن کا سارا ملک تباہ و برباد ہو رہا ہو اور یہ اس کے لیڈر بنے بیٹھے ہوں جہاں فساد کا دور دورہ ہو جس میں سے امن کا نشان اڑ جائے۔ یہ کہتے ہیں اللہ کا فضل ہم پر ہو رہا ہے اور احمدیوں پر لعنت پڑ رہی ہے۔ پتا نہیں کونسی ڈکشنری ہے ان کے پاس جس میں فضل کی یہ تعریف اور لعنت کی وہ تعریف ہے۔ اللہ فرماتا ہے انہی لوگوں میں سے ایسے ہیں جن سے بدتر مکان ہو ہی نہیں سکتا۔

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۔ (المائدہ:62) یہ جو مضمون ہے آپ لوگ حیران ہوں گے کہ ان پر کیسے صادق آتا ہے لیکن واقعۃً آتا ہے۔ ہر جگہ پاکستان میں مخبری کی خاطر اور جماعت کے لوگوں کو پکڑوانے کی خاطر لوگ آئے دن آ کر کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اور ایمان کے بعد جب ان کو تعلیم دی جاتی ہے ان کو کتابیں دی جاتی ہیں تو وہ دوڑتے دوڑتے پولیس چوکیوں میں جاتے ہیں دیکھو جی لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں تو یہی حرکتیں ان کی اس زمانہ میں بھی تھیں۔ دُکھ دینے کی خاطر کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ حالانکہ وہ جب کہتے ہیں ایمان لے آئے تو کفر میں اور بھی زیادہ داخل ہو جاتے ہیں اور جب بھی ان کی ناپاک جانیں نکلیں گی۔ خَرَجُوْا بِهٖ اسی کفر کی حالت میں جان

دیں گے، اسی کفر کے ساتھ ان کے دم کھینچے جائیں گے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا یَکْتُمُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح جانتا ہے بِمَا کَانُوْا یَکْتُمُوْنَ ان باتوں کو جو یہ چھپاتے تھے یا چھپایا کرتے تھے۔

اب میں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو احادیث حسد کے متعلق پیش کر کے اس مضمون کو ختم کروں گا۔ یہ سارا مضمون حسد کا ہے۔ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ آگ لگی بیٹھی ہے، مصیبت پڑی ہوئی ہے اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی نیکی تھوڑی بہت تھی بھی تو اس حسد کی آگ میں جل جائے گی، نیکی کا نام ونشان مٹ جائے گا۔

”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ - أَوْ قَالَ: الْعُشْبَ -“

(سنن أبي داؤد، کتاب الادب، باب في الحسد، حدیث نمبر: 4903)

حطب یا عشب فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے۔ ابن ماجہ نے بھی اسی حدیث کو لیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اسی طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو اور خشک گھاس کو بھسم کر دیتی ہے۔ تو وہ جو نقشہ ہے دلوں کا اس کی تفصیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بیان فرمائی ہے کہ کیوں یہ لوگ رفتہ رفتہ ہر قسم کی نیکی سے محروم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حسد ایک ایسی بد بخت آگ ہے کہ اگر دل میں کوئی نیکی تھی بھی تو خشک گھاس کی طرح جل جائے گی یا خشک لکڑی اور ایندھن کی طرح جس کو آگ کی خاطر بنایا جاتا ہے اس ایندھن کی طرح ان کی نیکیاں جل جائیں گی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسد کے متعلق فرمان تھا کہ حسد کے نتیجے میں سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس پہلو سے میں جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ دینی حسد تو آپ کے حصّہ میں بہر حال نہیں ہے۔ ان نحوستوں سے حسد کی وجہ کون سی ہے آپ کے پاس لیکن آپس کے حسد سے بچیں۔ مجھے یہ فکر ہے کہ جماعت میں بہت سے لوگ ہیں جو ایک دوسرے کی نیکیوں پہ حسد کرتے ہیں، ایک دوسرے کی ایسی خوبیوں پر حسد کرتے ہیں جو ان میں نہیں ہیں۔ ایسے اموال پر حسد کرتے ہیں جو اللہ نے اُن کو عطا فرمائے ہیں، اِن کو نہیں عطا کئے اور ایسے عہدوں پر حسد کرتے ہیں جو جماعت کی طرف سے اُن کو عطا ہوئے اور اِن کو نصیب نہیں ہیں۔ یہ روز مرّہ کا قصّہ ہے جو میرے سامنے آتا رہتا ہے۔

پس مجھے ہرگز جماعت کے متعلق یہ فکر نہیں اور وہ ہو بھی نہیں سکتی کہ آپ مسیح موعودؑ کے منکروں سے حسد کریں یعنی حد سے زیادہ پاگل بھی اگر کوئی جماعت میں ہو، اللہ کے فضل سے ایسے پاگل اتنے نہیں ہیں، مگر کوئی حد سے زیادہ پاگل بھی ہو تو وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین سے حسد نہیں کرسکتا۔ شکر کرے گا خدا کا کہ میں ان بدبختوں میں نہیں ہوں مگر آپس میں حسد کرتے ہیں اور جو آپس میں حسد کرتے ہیں ان کے لئے خطرہ ہے کہ دین سے گزر جائیں اور ان لوگوں میں شامل ہو جائیں جن پر باقی جماعت کبھی حسد نہیں کرے گی۔ یہ رفتہ رفتہ سرکنے کا جو رستہ ہے اس کا مجھے خطرہ ہے اور اسی کے لئے میں آپ کو متنبہ کر رہا ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حسد نیکیوں کو بھسم کر دیتا ہے۔ پس جو لوگ کسی احمدی کے مال پر حسد کریں، اس کی بعض خوبیوں پر حسد کریں، اس کے بعض عہدوں پر حسد کریں یہ دیکھا گیا ہے کہ لازماً اس حسد کے نتیجے میں ان کی نیکی مٹتی جاتی ہے اور وہ جلن میں آکر جھوٹ بولنا شروع کر دیتے ہیں فرضی باتیں اس کی طرف منسوب کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی نیکیوں کو بھی ٹیڑھی نظر سے دیکھ کر نئے غلط نتیجہ نکالتے ہیں پس اس سے کلیۃً توبہ کرلیں۔ کیا تکلیف ہے اگر کسی کو کوئی بات اچھی مل جائے تو بِسْمِ اللّٰه۔ بھائی چارے کا تو یہ مطلب نہیں ہے کہ حسد کرو۔ بھائی چارے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کے اندر اچھی چیز دیکھو تو خوش ہو جاؤ۔ کسی کو کچھ مل جائے تو سُبْحَانَ اللّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہو اس طرح اخوت ایک مٹھی کی طرح آپ کو اکٹھا کرلے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ایسا ہی ایک حسد ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھ کر کڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پاس نہ رہے۔ اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔“

(الحکم جلد 8 نمبر 11 صفحہ: 5 مؤرخہ 31 مارچ 1904ء)

پس اسی پر میں آج کے خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم جماعت مومنین کا وہ نمونہ دکھائیں جو ساری دنیا میں اللہ کی وحدت کا نشان ہو۔ توحید باری تعالیٰ کے علم بردار اگر کوئی ہوں تو ہم ہوں اور ساری دنیا میں باہمی اخوّت کے نتیجہ میں دشمنوں کو بھائی بھائی بنا رہے ہوں، بھائیوں کو دشمن نہ بنا رہے ہوں۔ پس یہ جو حالت ہے یہ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ میں بعض لوگوں

کی ضرور حالت ہے ان میں حسد کا مادہ ہے اور بہت ہی خطرناک چیز ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اور اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کوڑھ ہے۔ کوڑھی جس طرح چاہتا ہے کہ سب کو ہی کوڑھ لگ جائے۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ روحانی حالتوں میں اگر کوئی شخص کسی سے کسی کی نیکی پر خوش ہونے کی بجائے اپنے اندر تکلیف محسوس کرتا ہے تو یہ چُھپے ہوئے کوڑھ کی علامت ہے۔ فرمایا میں ظاہر کر رہا ہوں تم سمجھو یا نہ سمجھو۔ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو کہ تم روحانی کوڑھی ہو کہ نہیں تو جب بھی کسی احمدی کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ کوئی اچھی چیز نصیب ہو تو اپنے دل کو ٹٹولا کرو، دیکھا کرو اس پہ کیا اثر ظاہر ہوا ہے۔ اگر غصّہ ہے، اگر نفرت ہے یا ملال ہے یا کچھ بھی نہیں ہے تب بھی تمہاری بلا سے اس کو جو کچھ مل جائے یہ سب کوڑھ کے آغاز کی علامتیں ہیں۔ پس کون پسند کرے گا کہ وہ کوڑھی کی طرح ہو جائے۔ کوڑھی کی آخری صورت یہ ہوتی ہے وہ کہتا ہے مجھے نہ چھونا، مجھے نہ چھونا۔ تو خدا کے مومن بندوں کے دل سے پھر یہ آواز اٹھتی ہے کہ اس ظالم، اس بدبخت کو نہ چھوؤ، اس کو اپنے حال پر رہنے دو۔ پس یہ میری دعا ہے اور اسی پر میں آج کے اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے روحانی کوڑھ سے بچائے اور حسد کی بجائے رشک پیدا فرمائے۔ رشک میں نیکیوں میں آگے بڑھنے کی دوڑ ہوا کرتی ہے۔ اس دوڑ کی ہم سب دنیا کو دعوت دیتے ہیں مگر یہ دوڑ اللہ کے فضلوں کے سوا کسی کو کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔